دوسری اور آخری قسط

عربی ادب کا نامور شہسوار

ابوالعلاء المعرّی

محمد حبیب صدیقی، ریسرچ اسکالر، شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ودن ہمیر اسکو ابو تمام بحتری متنبی کے ساتھ شمار کرتا ہے اور مزید برآں لائق تعظیم فلاسفر کا مقام دیتا ہے وون کریمر اس کے دیوان "لزومیات" کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد ابوالعلاء المعری کو عظیم ترین ماہر اخلاقیات قرار دیتا ہے۔ فارسی شاعر و سیاح ناصر خسرو مصر کا سفر کرتے ہوئے معرہ سے گذرا اور اسکو معری سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا چنانچہ وہ اس کو شہر کی ممتاز شخصیت دولت و ثروت کا مالک اور باشندگان شہر کی نظر میں لائق احترام اور قابل تعظیم قرار دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے ارد گرد ۲۰۰ سے زائد تشنگان علم و ادب زانوئے تلمذ طے کئے ہوئے تھے۔ ان ماہرین ادب اور علمائے یورپ کے تاثرات کو پڑھکر اندازہ ہوتا ہے کہ بلاشبہ مشرق کے علاوہ مغرب کے خطۂ ارض میں بھی معری نے اپنی لیاقت و مہارت کا لوہا منوالیا تھا۔

اس کے دو مشہور دو دیوان ہیں سقط الزند اور لزومیات۔ آیئے ہم ان کا الگ الگ جائزہ لیں۔

سقط الزند: اس دیوان میں ابوالعلا کے عہد شباب کی جھلکیاں دکھائی پڑتی ہیں، کثرت مبالغہ انداز بیان تقلیدی، زبان و بیان کے اصول سے انحراف کرکے اپنے جذبات کو بیانگ دہل بیان کرنا یہ اوصاف نظر آتے ہیں مگر یہ دیوان شکایات، ہجویات، عشقیہ جذبات سے بالکل خالی ہے اس میں معری اپنے زمانہ میں پائے جانے والے شعراء عرب سے مقابلہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس دیوان کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ متعدد شارحین نے اس کی شرح لکھنے کو باعث سعادت سمجھا ہے۔ مثلاً تبریزی بطلیوسی، قاسم بن حسین الخوارزمی، ابو یعقوب، یونس ظاہر ان سب نے اس دیوان پر شروحات لکھی ہیں اور اس کو قابل فخر و انبساط سمجھا ہے۔

اللزومیات :- یہ دراصل المعری کی دورِ کہولت کی سعی و کاوش ہے اور فکر و نظر کی کا حقہ ترجمانی کرتا ہے یہ دیوان امور کے ان اشعار پر مشتمل ہے جن میں ہر شعر کو مالا یلزم سے تطابق دیا گیا ہے اس کی وجہ سے اس میں تصنع و تکلف پیدا ہوگیا۔ ڈاکٹر طہٰ حسین نے اس بارے میں تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے اس میں تکلف سے اس لئے کام لیا کہ اس کے خیالات مخفی رہ جائیں۔ بلاشبہ ابوالعلا اس دیوان میں ایک مفکر، مصلح سماج اور بہی خواہ انسانیت نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ متلاشیان علم و فن المعری کو اللزومیات کے صفحات پر دیکھتے ہیں تو اس کے کچھ مخصوص افکار کے علاوہ پیش کئے گئے دیگر حساسات و نظریات کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

روایت شعر کے لحاظ سے بہت سارے ادبا و علماء اس کے حلقۂ احباب کی فہرست میں آتے ہیں مثلاً ابوالقاسم التنوخی، خطیب ابو الزکریا التبریزی، ابو المکارم عبدالوارث، ابو تمام غالب بن عیسٰی خلیل بن عبدالجبار الغزوینی۔ اور ابو طاہر محمد بن احمد یہ وہ بلند پایہ شخصیتیں ہیں جنہوں نے ابوالعلاء کے اشعار کی روایت کو ازدیاد شان اور قابل تعریف سمجھا۔

جس طرح شاعری کے ذریعہ اپنے افکار کی ترویج و اشاعت میں وہ ایک بہترین نمائندہ دکھائی دیتا ہے بعینہٖ نثر میں بھی وہ ایک بے مثال ترجمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے اور شاعری کی طرح نثر میں بھی دو عہد ہیں۔ عہد شباب میں مبالغہ کی کثرت، غریب الفاظ کی بھرمار، بے جا تکلفات کو دخل دینا، مسجع بندی کرنا اور علمی اصطلاحات کے استعمال کی فراوانی نظر آتی ہے لیکن جب بعد میں وہ اپنے پیش کردہ فلسفہ کی وضاحت کے لئے تیار ہوا تو مبالغہ آرائی کم ہو گئی عقل و استدلال کا نمایاں طور پر نظر آنے لگا اور جملوں میں تسلسل و روانی نظر آنے لگی۔

اس کی بہت ساری تصانیف تو صلیبی جنگوں کی نذر ہو گئیں تاہم متعدد ایسی نثری تالیفات و تصنیفات باقی ہیں جو اس ادیب و ناقد کے فلسفۂ زندگی کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ طرز تحریر کا پتہ دیتی ہیں۔

۱- کتاب الفصول والغایات :- ان متعدد مکتوبات کے مجموعہ کا نام ہے جو ابوالعلاء نے مختلف موقعوں پر لکھے۔ (۱) رسائل ابی العلاء (۲) رسالۃ الغفران (۳) رسالۃ الملائکہ [illegible]

ابوالعلاء المعری نے ملوک و رعیت قضاۃ و حکام فقراء و اغنیاء اشتراک و ... کر لیں، اہل افکار

صوفیاء، لغویین، فقہا، قراء، محدثین، ادباء و خطباء، ارباب الحل والعقد نیز فلاسفہ و حکماء پر تنقید کا بیڑا اٹھایا ہے۔ مثلاً اس کی نظر میں ادباء کذب و بطلان کی طرف بلاتے ہیں اس کے نزدیک علماء و واعظین شکاری کا پھندا ہیں جو ملک میں لوگوں کو اپنے طویل خطبوں کے ذریعہ دام تزویر کا گرفتار کرکے دندناتے پھرتے ہیں معری فلاسفہ پر تنقید کرنے میں جس بیباکی کا مظاہرہ کرتا ہے اصلاح معاشرہ کے علمبردار ہونے پر بین ثبوت ہے۔ اس کی نظر میں ان کے پاس کوئی یقینی و حتمی بات نہیں ہوتی ہے وہ یقین و اعتماد کے وصف سے محروم ہوتے ہیں بالخصوص دین کے مسائل مثلاً کی طرف انگشت نمائی کرتے ہیں۔ جن کا تعلق حشر و نشر سے ہے اور اس سلسلہ میں انکی آراء بہت مبہم و ناقص ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ معری نے اپنے اس دیوان میں جو عہد شباب کے بعد لکھا ہوا ہے بغیر کسی پس و پیش و تذبذب کے معاشرے میں رائج برے خیالات پر تنقید کی ہے اور سماجی زندگی حکومت وقت اور راہل مذہب کو سدھارنے و سنوارنے میں خاموش تنقید سے لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ طرابلس، شام اور پھر بغداد کے علماء ادب فضلاء اور فلسفہ کے ماہرین سے یہ فیض حاصل کر لیا تو ایک طرف تو وہ دنیائے عرب میں عزت، توقیر اور شہرت دوام کی شاہراہ عام پر کھڑا ہوا لیکن دوسری طرف اپنے منثور اور منظوم سرمایوں میں کچھ ایسے افکار و خیالات کی تشہیر کی ہے جس کی روشنی میں اس اظہار حقیقت کی نوبت نہیں آتی کہ وہ ایک خاص فلسفۂ زندگی کا علمبردار تھا یہی وجہ تھی کہ اس فلسفۂ زندگی کے تحت تمام لذتوں سے دوری کو اختیاری پسند قرار دیتا تھا جائز نفسانی خواہشات کو مرجھا دیا تھا حیوان کا گوشت اور تازہ دودھ وغیرہ سے پرہیز کرتا یہ تمام ثمرات تھے اس فلسفۂ زندگی کے جس کا عنوان عزلت نشینی تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے بہت ہی معمولی چیزوں پر اکتفا کیا کھردرے لباس روئی اور ٹھنڈک کے دنوں میں اور گرمی میں فرش یہی اثاثہ زندگی تھا۔ اس انقلاب کی وجہ اس کی زندگی میں پیش آمدہ سنگین و قلق انگیز واقعات کی فہرست میں سے ہر واقعہ اور ہر حادثہ اس کی عزلت نشینی اور بے سروری کی زندگی کا موجب بن سکتا ہے۔

اس کے مذہبی تصورات سے قطع نظر اگر عربی زبان و ادب میں گرانقدر خدمات پر ... زبان اس اعتراف حقیقت سے چنداں گریز نہیں ہوگی کہ اسکی تحریریں

کے آئینہ میں ایک ماہر ومشاق نقاد یگانہ روزگار ادیب ایک بے مثال فلسفی اور اعلیٰ درجہ کے یک معلم اخلاق کے رخ زیبا کی جھلک نظر آتی ہے جو خود ابوالعلاء کی ذات ہے۔

نثر ہو یا نظم دونوں صنفوں میں مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کر کے اور حلقۂ شاگرداں کے علمی کشکول کو بھر کر ایسا لائق تحسین وقابل فخر سرمایہ چھوڑا ہے جس کی عربی زبان ہمیشہ قدرداں رہے گی۔ ۸۴ سال کی عمر میں فن وادب کا یہ افتاب غروب ہوا لیکن اس کی روشنی عربی زبان کے قدردانوں کو ہمیشہ ملتی رہے گی اور حقیقت تو یہ ہے کہ عربی زبان جب تک اس صفحۂ ہستی پر زندہ رہے گی اس فرزند عزیز اور مایہ ناز ہستی کو فراموش نہ کیا جائے گا۔

اسلام کا نظام حکومت

جدید ایڈیشن

مؤلف مولانا حامد الانصاری غازی

اس کتاب میں اسلام کی ریاست عامہ کا مکمل دستور اساسی اور مستند ضابطہ حکومت پیش کیا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان تالیف اسلام کا نظام حکومت ہی نہیں پیش کرتی بلکہ نظریہ سیاست وسلطنت کو بھی منظر عام لاتی ہے اور طرز تحریر زمانۂ حال کے تقاضوں کے ٹھیک ٹھیک مطابق ہے۔

صدیوں سے جو غلط نظریئے اسلام کی طرف منسوب ہوگئے ہیں انکی تردید کے لئے ایک خاص اسلوب اختیار کیا گیا ہے یہ ہمارے لٹریچر میں یہ پہلی کتاب ہے جو قانون قرآن، قانون نبوت دستور صحابہ کے علاوہ اسلام کے علماء اجتماعیات کی بے شمار کتابوں اور عصر حاضر کے نوشتوں کے مطالعہ اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد سامنے آئی ہے۔

صفحات ۴۶۴ بڑی تقطیع

قیمت: ۵۰/- روپئے مجلد: ۷۰/- روپئے